

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India)

بمبئی میں
 بحال ص گھگی اور میوہ جات سے
 بھرپور
 مٹھائیاں اور حلویات
 ان کے علاوہ خصوصی پیشکش!

ڈرائی فوڈ برنی ملک سیکر قلائف ملان بین کو کو ملائی برنی
 تیسرے بارہ نمبر بست اور نان خطا کے ان خریدنے کا قابل اعتماد گروہ

سلیمان مسلمان مٹھائی والے

مینارہ مسجد کے نیچے بمبئی فون 320059
 بیکری، ۳۳ محمد رڈ بمبئی ۳

کیتنے भागवान हैं वह लोग।

کیتنے भागवान हैं वह लोग जो अपने को मुदा के उन नेक कर्तों की सुबो में सोमनाथ करते हैं जिनका निष्ठ अलाह तजाना ने अपने कलाम वाक में इस प्रकार किया है " وَمِمَّا زَرَعْنَا لَهُمْ بَنِينَ يُزَكِّيهِمْ " व मिमा उन्नतानाम युनीकन । और जो कुछ हमने उनके दिया है उसमें से सुबं करने हैं ।

इस समय पूरा संसार संकट एवं विपत्तियों में घिरा हुआ है, जगत के किसी कोने में भी शांति और स्थिरता दिखाई नहीं देती, इत्या, अत्याचार, नृ-मार, अत्याय फैला हुआ है, स्वयं मुसलमान जिनका काम जगत को ईश्वर की ओर बुताना या उनका दया बुरी से बुरी ठोती ना रही है । उन इलात का जो भी कारण बताया जाय परन्तु सत्य यही है कि यह दिन [धर्म] से दूरी तथा उससे असावधानी ही का फल है, अतः हमारा प्रथम कर्तव्य यह है कि हम जहाँ कहीं हैं अपने जालवरण को सुधारने की चेष्टा करें तथा अपने क्षेत्र में दोनो मदरसे स्थापित करके पाठ्यक प्रकाश फैलाये स्वीक समस्त बुराइयों को नष्ट दिन [धर्म] की संस्था है । दोनो मदरसों के तिये जो व्यक्तित्व जो कुछ भी कर सकता है, वह करे, समस्त कौशलियों के होते हुये भी यह मदरसे ही सत्य की ज्योत के घोट हैं, जहाँ से पथ प्रदर्शन मिलता है और मानवता का केंद्रो इरी रहती है, इन ही मदरसों से वह सज्जन पैदा होते हैं जो दिन धर्म की ज्योत जताये रखने और उसके फैलाने का काम करते हैं । अतः मदरसों की रक्षा तथा उनकी जम्बुकतायें पूरी करने के तिये हर मुसलमान को तैयार रहना चाहिये और जिससे जो हो सकता है वह करे ।

कुर्बान मजौद, इदोस शरीफ और दिन की प्रकाश में दारुलउनुम नववतुतउनमा की व्याख्या ठकी-तुपी नहीं इसकी स्थापना को 100 वर्ष हो चुके हैं, मुदा का बुद्ध है कि इस काल में इसने दिन धर्म तथा विद्या की उल्लेखनीय सेवा की है, इस संस्था का सौभाग्य है कि एक तममे समय से इसका संरक्षण जाने-माने शोध विद्वान मोताना सैयद अबुलइसन अला नदवी कर रहे हैं, जिनके नेतृत्व में यह संस्था एक महान इलामी केन्द्र बन गया है, और इसके शिक्षक, विद्यार्थी तथा कर्मचारी इलामो प्रकाश फैलाने और दिनो जिनका उत्पन्न करने में तरो हुए हैं । इस समय भारत के सभी प्रांतों के विद्यार्थियों के अतिरिक्त दूसरे देशों के विद्यार्थी भी इस दारुलउनुम में प्रकाश प्राप्त कर रहे हैं, तथा विभिन्न देशों से प्रवेश के प्रार्थना-पत्र आते रहते हैं, जिसके कारण प्रवेश की संख्या में भारी वृद्धि हो रही है, दारुलउनुम और विशेष रूप से उसके माहद में बड़ी तंगी हो रही है, इसी तंगी के कारण हर वर्ष बहुत से विद्यार्थियों को प्रवेश नहीं मिल पाता, यह दया दारुलउनुम के उत्तरदायियों जनों के तिये सोचनीय है, अलाह के फल और उसकी कृपा से कुछ वर्ष पहले तखनऊ से 10 इन्क्रीमीटर दूरी पर महपतऊ में इज्जत नवीय साहब से अदा रहने वाले शौनदार मुसलमानों के सहयोग से एक विद्वत् भूगण प्राप्त हो गई है उसमें एक जर्जर मोहजद भी है, उसमें तखन एक मदरसा केंद्र दिया गया जिसमें प्रकाश अलाह 3,4 वर्ष से आरंभ की प्रारम्भिक कक्षाओं तथा इन्होंने की पढ़ाई हो रही है । यह सारा काम मोहजद के पुराने कमरो तथा अज्याय छात्रावासों में हो रहा है मोहजद के बदाने तथा छात्रावास और कक्षायें बनाने का काम अलाह के नाम से आरम्भ कर दिया गया है । इसके बन जाने से विद्यार्थियों की बड़ी संख्या को तम्भ उठाने का अवसर मिलेगा, इस समय बड़ी 500 विद्यार्थी तथा 14 शिक्षक हैं । तखन जितने भाग का निर्माण आवश्यक है उसमें लगभग 25 तम्भ रुपये व्यय होगा, अलाह है कि जिन भाग्यों को अलाह ने दे रखा है वह दिन सेलकर उसमें भाग लेने और दूसरों की भी उसमें भाग लेने का अनमंजब देगे । यह ऐसा जारी रहने वाला सख्त है जिसका सवाब बराबर मिलता रहेगा, जिन सख्तों को अलाह ने दे रखा है वह अपने मरतुबोन के सवाब के तिये उनके नाम से कम्बरे बनवाकर उनके तिये सवकये जरूरी का प्रकथ कर सकते हैं निर्माण का काम तो आरम्भ कर दिया गया है परन्तु धन की समस्या का सामना है । अलाह है कि शानो जन अपना सहयोग देने में डेर न करेंगे ।

[मोताना] मुहम्मताह तारी नदवी [मोताना] मुहम्मताह नदवी
 [मोहजद] नववतुतउनमा [मोहजद] नववतुतउनमा
 नोट :- रोक हाफ्ट मनाजदर निर्माणांकित पते पर भेजने का कष्ट करे । शेषत धनरक्षण तिमं सते की हो उसका स्पष्टीकरण अवश्य करे । रोक हाफ्ट पर केवा यह तिमं :
 नवीय नववतुतउनमा
 पोस्ट बक्स नं० - 93
 नववतुतउनमा - 7

डारुलउनुम की बेहतरीन दवा
डारुलउनुम तेल
 लिल प्रुडरुग लॉसेन्स नंबर U-18/77 और
 किप सोल प्रुडरुग मारके डरुडरुड बिछिस
 अन्डरुन किमिकल प्रुडरुग की बिछिस कोनी ब्रांच निस है
 देहोके न कक्षायें - मुंको का बनावली डारुलउनुम तेल
 मुंको कापते देखि करुखरिडिस

INDIAN CHEMICAL MAU.N.B. 275101

علاء الدین ٹی
 ٹی مرچنٹ بمبئی
ALAUDDIN TEA
 Tea Merchants
 44, Haji Building,
 S.V. Patel Road, Null Bazar, Bombay 400 003
 Tele: Add CUPKETTLE Tel. 862220/8728708

پرنٹنگ: پبلشر محمد علی احمد مدنی نے افسانہ "گورگن گھنگر" میں مسیحیوں کے ذوق تفریحات، بھلائی، وندنا، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لئے شائع کیا۔

تعمیر حیات

پندرہ روزہ



انسانیت کی کشتی گرداب میں ہے۔ اس پرنسل انسانی کا صدیوں کا قیمتی سرمایہ ہے، تہذیب و ثقافت، ادب و لٹریچر، علوم و فنون سب نظرے میں کشتی غرقاب ہوگی تو کچھ بھی نہیں بچے گا ڈوبنے والے بحری جہازوں اور حادثہ کے شکار ہونے والے ہوائی جہازوں میں پڑھے لکھے اور قابل لوگ بھی ہوتے ہیں اور وہ بھی لقمہ اجل بن جاتے ہیں بھنور میں پھنسی ہوئی انسانیت کی کشتی کو بچانے کی ضرورت ہے آج ملک میں ہر جگہ آگ لگی ہوئی ہے، اپنے ذاتی مقاصد اور ارادوں کے لئے نیند حرام کرنے والے گھر بار چھوڑنے والے، وطن سے بے وطن ہونے والے موجود ہیں، لیکن کوئی ایسا نہیں جو آستین چڑھا کر اور خم ٹھونک کر میدان میں آجائے اور کہے کہ میری زندگی میں ملک تباہ اور انسانی معاشرہ برباد نہیں ہو سکتا، ہم پڑھے لکھے لوگ دانشور انسان اگر یہ کام نہیں کریں گے تو کیا آسمان سے دیوی اور دیوتا اصلاح کے لئے آئیں گے؟ جو لوگ رشوت لیتے ہیں۔ پیسے کی محبت میں، کسی لالچ میں اپنا گھر بھرتے ہیں اور دوسروں کا گھر اجاڑتے ہیں ہم آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ روکیں، انھیں سمجھائیں ان کو سنبھالیں۔ آج سارا ملک یا تو سیاست میں لگا ہوا ہے یا دولت کے حصول میں الجھا ہوا ہے۔ آج صرف دو زندہ حقیقتیں ہیں طاقت اور دولت *Power* اور *Wealth* اور دولت کی پوجا میں ملک تباہ ہو رہا ہے، یہ ملک طاقت اور دولت سے نہیں بچے گا یہ ملک اخلاق، انصاف، شرافت اور خدا کے خوف سے بچے گا۔ یہ ملک تباہی کے کنارے پر ہے اسے کوئی پالیٹکس، کوئی پارٹی خواہ وہ کانگریس ہو یا جنتا پارٹی، کوئی نہیں بچا سکتا یہ ان کے بس کا کام نہیں یہ ان کا *FUNOHON* نہیں ہے

پالیٹکس کے پیٹھے ہوئے راستے پر چل کر اور سیاسی پارٹیوں کے جتنانے اور ہرانے سے کام نہیں چلے گا بے غرض ہو کر خدا کی رضا اور انسان کی خدمت کے نیک مقصد کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ملک کے بچانے انسانیت کے وقار کو بلند کرنے اور تہذیب و تمدن اور ادب و لٹریچر کو پروان چڑھانے کا کام انھیں ہے لوٹ اور انجان لوگوں نے کیا جو تعریف کے بے نیاز ہے اور تنقید سے خائف نہ ہوئے انھوں نے خاموشی کا کیا اور اس دنیا سے چلے گئے، آج ہمیں پھر انتظار ہے ان سعید رجول اور بہادر انسانوں کا جو اس ملک کو تباہ ہونے سے بچائیں، ہمیں اندیشہ ہے کہ ان سیاسی لوگوں اور خود غرضوں کے ہاتھوں جو ہر مسئلہ کو اپنی پارٹی کے نقطہ نظر سے سوچتے ہیں ملک تباہ نہ ہو جائے۔

ہمیں امید ہے کہ خدا اس ملک سے بڑا کام لے گا یہاں بڑے بڑے لوگ پیدا ہوئے مسلمانوں میں بھی غیر مسلموں میں بھی، ان لوگوں نے دور دراز خطوں تک پریم راگ پہنچایا ہے محبت کو عام کیا ہے، خدا اس ملک کو مہلت دے گا اور موقع دے گا کہ یہ ملک زوال و پستی سے نکل آئے یہ ملک اپنے کو بھی بچائے گا اور اس دنیا کو بھی بچائے گا جو ڈوبنے کو ہے
 مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
 (تحفہ انسانیت)
 سالانہ پچاس روپے
 ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء
 فی شمارہ ۲/۲۵

ایک مظلوم صنف سخن کی فریاد

ذکر عظیم ندوی

ترجمہ / محمد رفیع اختر ندوی

لوگوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق ادب کی مختلف تعریفیں کی ہیں کچھ تعریفیں فنی جلیبی میں کچھ ہام متضا بھی ہیں لیکن ادب کی جو تعریف بھی اختیار کی جائے، آئی بات یقیناً قرین حق و انصاف ہے کہ اصناف شاعر و سخن میں حمد و مناجات کی صنف کا تعلق ادب سے بڑا گہرا اور طاقتور ہے، شعر کی فنی خصوصیات، اس کا حسن و جمال الفاظ کا انتخاب، اسلوب کی دلآویزی مضمون کی بلندی، موسیقیت و ملامت اور عنائی و دلکشی کے اوصاف جو کسی بھی ادبی شہ پارے کے لئے لازمی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں، اگر حمد و مناجات موجود ہوتے پھر بلاشبہ حمد و مناجات کی شاعری اصناف شعر میں طاقتور ترین صنف قرار لینے کی مستحق ہے۔

یہ حقیقت یقیناً قابل تسلیم ہونی چاہئے، کیونکہ شعر کا کردار اگر ہمارے نزدیک ہے کہ وہ کائنات کے حقائق کو طشت از بازم کرتا ہے، اس میں حسن و کمال، دلکشی و دلآویزی اور جاذب نظری ہوتی ہے تو وہ شاعری زیادہ قابل قدر ہونا چاہئے جو کائنات کی سب سے بڑی حقیقت کو اپنا موضوع سخن بناتا ہے۔ یعنی پروردگار عالم کی عظمت و جبروت کے گمن گمانے جانی ہے چارہ گو و سلت اور تذلل و سرافکندی کا اظہار کرتا ہے۔

اگر ادب ہمارے نزدیک اس کا نام ہے کہ اس میں ناز و جلال کے دلکش شہ پارے کو خوبصورت الفاظ کا پیہر بہن عطا کیا جائے اور شہ پارے کائنات کی سیرانی کا بہترین قطعہ پیش کیا جائے، تو حمد و مناجات کی صنف میں یہ جامہ اور زیادہ درخشاں نظر آتا ہے کیونکہ حمد و مناجات میں حضرت کے وہ مثال جیسے پیش کیے جاتے ہیں جو شکی و سبند اور زمین و آسمان میں قدرت کے فیاض ہاتھوں سے پھیر رکھے ہیں جھلا یہ بات کب انصاف پر مبنی کی جاسکتی ہے کہ ایک بادشاہ کوئی تاریخ نگار مصلحتاً

نہیں کر سکتا، لیکن اگر یہ تسلیم ہی کر لیا جائے کہ ادب صرف اظہار حسن و لذت کا نام ہے معانی و اخلاق و عقیدہ اس کے عناصر میں سے نہیں ہیں، تو ایک وہ شاعر جو کامیابی کے ساتھ حسن فطرت کا اظہار کرتا ہے، انداز و اسلوب اور تصور کشی و موسیقیت کا بھی حق ادا کرتا ہے۔ نیز اس کا دلفانی فطرت کی عظمت کا پھر پورا احساس لئے ہوتے ہے۔ اس کی تخلیق یقیناً فنی جمال کے اعتبار سے بھی نہ صرف ادب کہلانے کی مستحق ہے بلکہ ادب کا بہترین شہ پارہ ہے اس حقیقت کو یوں بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ ایک شاعر جب باہر و ساغر اور جام و پیما نہ کا تذکرہ اپنے حسن اسلوب میں کرتا ہے تو ہم سے خوب خوب سراہتے ہیں۔ لیکن وہی شاعر جب تصریح و انابت، تذلل و سرافکندی اور عجز و عبودیت کے احساسات کو الفاظ کا جامہ پہنا کر اپنی تخلیق پہلے سے سلئے پیش کرتا ہے تو ہم سے خاطر میں نہیں لاتے۔

بہر حال، ادب خواہ ہم سے قرار دیں یا لے، اتنی بات تو ضرور ہے کہ صنف حمد و مناجات نہ صرف خاص ادب ہے بلکہ ادب کی قوی ترین اور اعلیٰ صنف ہے ایک شاعر جب اپنے رب کی طوالت و تجرہ و تامل سے دودھ پینے پورے وجود، ظاہر و باطن، احساسات و خیالات اور جو کو و تمناؤں کے ساتھ مترجم ہوجاتا ہے وہ شعر کے سانچے میں اپنے وجود کا پورا ڈھل دیتا ہے، اور پھر یہ شعر اپنی طاقت و رونق اور جمال و دلکشی میں نہایت معیاری اور بے مثال بن کر سامنے آتا ہے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مظلمہ لکھتے ہیں:

اس شاعر کی زبان سے نکلنے والے کلمات بلاشبہ ادب کا معجزہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ خشک الفاظ ہی نہیں ہوتے بلکہ اس کے ہاؤ ہائے جگر، اشک بھری چشم اور دل کے ٹکڑے ہوتے ہیں، وہ سادہ سن کے دلوں میں اتر جاتے ہیں۔ اور صدیقی لگوں کو خشک بار لکھتے ہیں۔

(نظرات فی الأدب ص ۳۷) لیکن یہ بات قابل افسوس ہے کہ ادب کی تاریخ میں ہمارے ادبا و ناقدین نے اس صنف کی طرف توجہ نہ دی صنف حمد و مناجات ادب کی طاقتور اور اثر انگیز صنفیں ہیں، وہ بہت سی نثر و سبکی کی حامل تھی، اس میں سادگی بھی تھی اور قوت و زور بھی رعنائی بھی اور

عجب و جلال بھی، و فریبہ بات بھی اور کمال متانت بھی، عقل بھی تھی اور دل بھی تھا، اس میں اظہار عبودیت و سکت مولانا مظلمہ کے الفاظ معجزہ رقم سے:

اس وقت لغت و زبان کی مظلومانہ ناقابل التفات ہوجاتی ہیں جب وہ شاعر اپنے دل کے پورے الفاظ میں لٹھلٹھانے لگ جاتا ہے، اس کی زبان دل کا ترجمان ہوجاتی ہے، کچھ سے کچھ ترجمانی، پھر وہ شاعر وار و مدح سے بے نیاز ہوجاتا ہے وہ معین کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنے دل سے مخاطب ہوجاتا ہے، اپنے احساسات و شعور سے سے سرگوشیاں کرنے لگتا ہے اور اپنے جذبات سے محو گفتگو ہوجاتا ہے۔

(نظرات فی الأدب ص ۳۶) کیا یہ ادب اور تاریخ پر ظلم نہیں ہے اس کی یہ اعلیٰ ترین صنف ناقدرین و مؤمنین کی ایک معمولی توجہ کی بھی مستحق بن کر لٹکے ادبی شہ پاروں میں جگہ نہ پاسکے۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ شعر و سخن کی یہ صنف بہت ہی دامن اور غیر معیاری ہو، ہمیں مشہور شعراء کے دیوانوں میں اس کی بہت سی مثالیں موجود نظر آتی ہیں فردوس، ابو الفاس، ابو العتاسیہ اور اس طرح کے بہت سے شعراء ہیں، نیز یہی اس کے شہ پارے اور بلند بالا نمونے خلائق برزگوں، اخلاص پیشہ دہریوں اور ہلکا رو کے جوہر بھی ملتے ہیں۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ وہ بھی ہماری توجہات کا میدان قرار پائیں۔ انتخاب و تربیت کے مرحلوں سے انھیں گذاراجائے ان کا ادبی و تخلیقی مطالعہ کیا جائے، اولیٰ کے مقام و معیار کو واضح کیا جائے،

سنہ زین ابلا کی کاہلی

سرزمین کربلا کا ذرہ شاہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ساری اصناف کو یہاں سے ایک ادبی بیجا کر دیا یہاں کے سامنے جدو جہد کی ایک عظیم مثال پیش کی ہے اصناف نے بتایا ہے کہ جب حق و باطل کی کشمکش ہو ضلالت اور بلیات کا تصادم ہو، جہل برائی و فرود کا سامنا ہو جب فرعون و موسیٰ علیہ السلام کی آویزش ہو اس وقت کفر کے غلبہ کو نظر انداز کر کے دنیاوی جاہ و جلال کو پس پشت ڈال کر زندگی کی تلخ اور مال دولت کی حرص سے بے نیاز ہو کر سادگی و دنیاوی وسائل اور طاقت کو ٹھکرا کر اپنی جان کی قربانی دینا اور حق کو اس طرح واضح کرنا دین کی اصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی راہ یہی تھی کہ بے خطر آتش زدہ ہو کر پڑھے، حضرت موسیٰ کی راہ یہی تھی، وہ بے خوف سن سے منہ نہیں گھس گئے حضرت ابراہیم کے لئے آگ ٹھنڈک و سلامتی بن گئی، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر کے پار نکل گئے۔ یہ راہ حق میں کوشش کا ایک طریقہ ہے مگر ایسا بھی ہونا ہے خدا کے رسول لرزاتھے ہیں۔ ان کے جسم کو آگ سے دو ٹکڑے کر دیا گیا ہے مگر ان کے پائے ثبات کو لغزش نہیں آئی اور وہ حق پر جمے رہے، کامیابی اور ناکامی سے اس راہ کے مسافر کو ناپنا مقصد ہے بقیہ ہے حق پر چھٹنے کے لئے عزم اور قربانی دونوں کی ضرورت ہے۔ یہاں راستہ میں کبھی خون کا دریا پڑتا ہے اور کبھی کاٹھوں کا۔ حضرت امام حسین نے کربلا کی سرزمین کو اپنے خون سے سینچا اس کو حیات جاودال بخش دی، انھوں نے سادگی و علم کو یہ پیغام دیا کہ دنیا سے ثبات ہے اور فانی ہے مگر انسان کی قربانی اور انسان کا حسن عمل فانی نہیں ہے۔ جو انسان راہ حق میں جان عزیز قربان کرتا ہے وہ حیات ابدی کا مستحق ہے، حیات جاوداں اس کے ساتھ ہے تصور نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ حیات حضرت خضر علیہ السلام کے پاس نہیں ہے بلکہ آپ حیات کشمش حق و باطل میں راہ حق میں قربانی میں پوشیدہ ہے۔

اس وقت ایسا ہی ہے کہ جب حق و باطل کی کشمکش ہو ضلالت اور بلیات کا تصادم ہو، جہل برائی و فرود کا سامنا ہو جب فرعون و موسیٰ علیہ السلام کی آویزش ہو اس وقت کفر کے غلبہ کو نظر انداز کر کے دنیاوی جاہ و جلال کو پس پشت ڈال کر زندگی کی تلخ اور مال دولت کی حرص سے بے نیاز ہو کر سادگی و دنیاوی وسائل اور طاقت کو ٹھکرا کر اپنی جان کی قربانی دینا اور حق کو اس طرح واضح کرنا دین کی اصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی راہ یہی تھی کہ بے خطر آتش زدہ ہو کر پڑھے، حضرت موسیٰ کی راہ یہی تھی، وہ بے خوف سن سے منہ نہیں گھس گئے حضرت ابراہیم کے لئے آگ ٹھنڈک و سلامتی بن گئی، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر کے پار نکل گئے۔ یہ راہ حق میں کوشش کا ایک طریقہ ہے مگر ایسا بھی ہونا ہے خدا کے رسول لرزاتھے ہیں۔ ان کے جسم کو آگ سے دو ٹکڑے کر دیا گیا ہے مگر ان کے پائے ثبات کو لغزش نہیں آئی اور وہ حق پر جمے رہے، کامیابی اور ناکامی سے اس راہ کے مسافر کو ناپنا مقصد ہے بقیہ ہے حق پر چھٹنے کے لئے عزم اور قربانی دونوں کی ضرورت ہے۔ یہاں راستہ میں کبھی خون کا دریا پڑتا ہے اور کبھی کاٹھوں کا۔ حضرت امام حسین نے کربلا کی سرزمین کو اپنے خون سے سینچا اس کو حیات جاودال بخش دی، انھوں نے سادگی و علم کو یہ پیغام دیا کہ دنیا سے ثبات ہے اور فانی ہے مگر انسان کی قربانی اور انسان کا حسن عمل فانی نہیں ہے۔ جو انسان راہ حق میں جان عزیز قربان کرتا ہے وہ حیات ابدی کا مستحق ہے، حیات جاوداں اس کے ساتھ ہے تصور نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ حیات حضرت خضر علیہ السلام کے پاس نہیں ہے بلکہ آپ حیات کشمش حق و باطل میں راہ حق میں قربانی میں پوشیدہ ہے۔

آج امام حسین رضی اللہ عنہ نے دنیا کی تاریخ میں ایک عظیم نقش ثبت کر دیا ہے جسے صحیح و شام کی گردش مشاہد نہیں سکتی۔ آج اتنی تاریخ بھر گئی ہے اس جگہ جہاں حضرت امام حسین نے ایک عظیم مقصد کی خاطر اپنا خون بہا ہے، آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جہاں قربانی و عزم، بلت کا حق اور ثبات خدا و عظمت کے عظیم تر اور رفیع تر مرتبہ کو دکھ رہے ہیں جہاں سے فکر و نظر کو روشنی عطا ہوتی ہے تاریخ کے دورہ از سہ لکھتے ہیں انسانیت کو ایک نیا درس ملے گا جہاد

اور مقصد کی راہ میں قربانی کا، باطل سے فرار آزادی اور کشمکش کا شکست کو کامیابی میں بدل دینے کا، تاکہ انسانیت کے سامنے ایک اعلیٰ نمونہ ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کا پیش کیا جائے۔

اسے ساری دنیا کے مظلوموں، اور ساری انسانیت کے ضعیفوں، اور مجبوروں، اہل میں تمھارے ساتھ ہے، دشمنی کا دشمنی کا سامنا ہے۔ کامیابی کی، آج تمھارے سامنے ایک عظیم روشن مثال ہے، وہ انسانیت کے سامنے ایک عظیم شخصیت موجود ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کی جنھوں نے طاقت و طرانی، دولت و شہرت، فوج و اسلحہ اور ظاہری اسباب فتح و شکست سے بے نیاز ہو کر ایک عظیم قربانی کے ذریعہ اپنی تاریخ میں ایک روشن باب قائم کیا ہے، اور ثابت کر دیا ہے کہ کامیابی کا تعلق مقاصد کی بلندی سے ہے ظاہری غلبے نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آڑا شمشیر سے گذرنا چڑا گمراہوں نے ان کو اور لٹھا لیا۔ کامیاب کون رہا؟ آج ان کے جانے والے گردوں ہیں۔ مگر ان کے مخالف کہاں ہیں؟ پس جس مقصد کو لٹھا لیا جائے اس کی بلندی سے انسان کو ناپا جاتا ہے اور خلق و خلد کے یہاں اسی کا اعتبار ہے فتح و شکست اضافی نہیں ہے۔ بلکہ بقول مولانا محمد علی:

قتل حسین اصل میں مرگ بیزیبہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد اسلامی تاریخ کے اس المیہ کا افسوسناک پیلو ہے کہ کوئی شہیدان علی نے امام حسین کو سب کیوں خط لکھا کہ بلیا واجب وہ پہنچے تو ان کے ساتھ چھوڑ دیا۔ حضرت مسلم کے ہاتھ پر ۲۵ ہزار آدمیوں نے بیعت کی مگر حیرانانہ کاموں کا تعلق آیا و چند نام کر کے ہیں۔ خود ہی ذبح کرے ہے، خود ہی لیوے تو اب اللہ!

اپنی زندگی میں سزاؤں کی بخشش کو بھولنے کیلئے

طہورا سوئسٹن

بیش کرتے ہیں مہرِ اقسام کی خوش ذمہ داری، ذریعہ اولیٰ و ثانیہ، دولت و نعمت بخش ماحول

بیش کرنا				
بیش کرنا				

بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا

بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا

بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا

بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا

بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا، بیش کرنا

